مولانا شہاب الدین ندوی

نکاح کیلئے مرد اور عورت کا انتخاب

(۳)

تزوجوا فی الحجز الصالح' فان العرق دساس: تم کسی اچھی اصل (قبیلے) میں نکاح کرو' کیونکہ (ماں باپ کے) اطوار بچوں میں بھی سرایت کرتے ہیں۔

اسلام کے بعد دوسری بڑی نعمت

غرض ایک مسلمان اگر اپنی اسلامیت کے ساتھ ساتھ ایک خوبرو اور نیک خصلت بیوی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر وہ بڑا ہی خوش قسمت شخص ہے۔ جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی تصریح اس طرح آئی ہے۔

خیر فائدہ افادھا المرء المسلم بعد اسلامہ امراۃ جمیلہ' تسرہ اذا نظر الیھا' و تطیعہ اذا امرھا' و تحفظہ فی غیبتہ و مالہ و نفسھا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان شخص اپنے اسلام کے بعد جو بہترین فائدہ اٹھاتا ہے وہ ایک خوبصورت عورت ہے' جس کی طرف اگر وہ نظر ڈالے تو وہ اسے خوش کر دے۔ جب وہ اسے کوئی حکم کرے تو بجا لائے۔ اور اس کی غیر حاضری میں اس کے مال اور اپنے آپ کی حفاظت کرے۔

خیر النساء التی اذا نظرت الیھا سرتک' و اذا امرتھا اطاعتک' و اذا غبت عنھا حفظتک فی نفسھا و مالک:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین عورت وہ ہے جس کی طرف اگر تو دیکھے تو وہ تجھے خوش کر دے۔ اگر تو اسے کوئی حکم کرے تو وہ تیری اطاعت کرے۔ اور جب تو گھر سے باہر ہو تو وہ خود کی اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔

قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ای النساء خیر؟ قال: التی تسرہ اذا نظر' و تطیعہ اذا امر' ولا تخالفہ فی نفسھا ومالھا بما یکرہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (ایک مرتبہ) پوچھا گیا کہ کس قسم کی عورت بہتر ہے؟ تو آپ

نے فرمایا کہ وہ عورت جو اس کی طرف دیکھنے پر تجھے مسرور کر دے - اگر تو اسے کوئی حکم دے تو وہ پورا کرے - اور وہ اپنے نفس اور مال میں تیری ناپسندیدگی کا خیال رکھتے ہوئے تیری مخالفت نہ کرے -

اس کے بر عکس اگر کسی کو زبان دراز' بد اخلاق اور جھگڑالو مزاج عورت مل جائے تو پھر اس کی زندگی دوبھر اور اس کا چین و سکون سب کچھ غارت ہو جاتا ہے - گویا کہ اس کی زندگی جیتے جی جہنم کا نمونہ بن چکی ہے - اس اعتبار سے کسی کو نیک اور صالح عورت کا مل جانا بالکل ایسا ہی ہے جیسے اسے جیتے جی جنت مل گئی ہو -

ان حدیثوں سے ضمنا اس حقیقت پر بھی روشنی پڑ گئی کہ عورت کے اصل فرائض کیا ہیں اور اس کا دائرہ کار کیا ہے ؟ چنانچہ ایک عورت اسلام کی نظر میں گھر کی مالکہ اور اپنے شوہر کے مال کی امین ہوتی ہے - اور اس کے اصل فرائض تین ہیں :

1- اپنے شوہر کو ہمیشہ خوش و خرم رکھنے کی کوشش کرے اور اس کی پسند و ناپسند کا خیال رکھے -

2- خدا کی اطاعت کے بعد اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور اس کی نافرمانی نہ کرے -

3- اس کی غیر حاضری میں اس کے مال و متاع اور اپنے ناموس کی حفاظت کرے - اور ان امور میں اس کی خیانت نہ کرے-

دنیوی سعادت کی بعض چیزیں

حاصل یہ کہ جس گھر میں نیک اور صالح عورت ہو وہ جنت کا نمونہ ہے - اور جس گھر میں بد اخلاق اور جھگڑالو عورت ہو وہ دوزخ کا نمونہ ہے - اسی بنا پر بعض حدیثوں میں جن چیزوں کو کسی شخص کی نیک بختی میں شمار کیا گیا ہے ان میں سرفہرست نیک عورت ہے -

اربع من السعادة : المراة الصالحه ' و المسكن الواسع ' و الجار الصالح ' و المركب الهنئى - و اربع من الشقاوة : الجار السوء ' و المراة السوء ' و المسكن الضيق ' و المركب السوء :

چار چیزیں سعادت کا باعث ہیں : نیک عورت' کشادہ مکان' اچھا پڑوسی اور دل پسند سواری - اور چار چیزیں بد بختی کا باعث ہیں - برا پڑوسی' بری عورت' تنگ مکان اور خراب سواری -

من سعادة ابن ادم المراة الصالحه' و المسكن الصالح' و المركب الصالح و من شقوة بن دم المراة السوء ' و المسكن السوء ' و المركب السوء :

جو چیزیں آدم کے بیٹے کی خوش بختی کی ہیں ان میں اچھی عورت' اچھا مکان اور اچھی سواری بھی ہے - اور جو چیزیں آدم کے بیٹے کی بدبختی کی ہیں ان میں بری عورت' برا مکان اور بری سواری بھی ہے -

کنواری لڑکیوں کی خوبیاں

اسلام ایک معتدل اور متوازن مذہب ہے، جس کے تمام قوانین نہایت درجہ عادلانہ اور حکمت و مصلحت پر مبنی ہیں - اسلام میں عورت نہ تو کم درجے کی فرد ہے اور نہ ہی بیواؤں اور مطلقہ عورتوں کا وجود منحوس مانا گیا ہے - بلکہ اس کے برعکس تاکید ہے کہ ایک بیوہ اور ایک بے نکاحی عورت کا بیاہ جہاں تک ہو سکے جلد سے جلد دوبارہ کرا دینا چاہیئے - جب کہ اس کے لئے کوئی مناسب اور موزوں رشتہ مل جائے -

ثلاثہ یا علی لا توخرھن: الصلاۃ اذا انت ' و الجنازۃ اذا حضرت ' و الایم اذا وجدت کفوا:

اے علی ! تم تین چیزوں کو پیچھے مت کرو - نماز' جب کہ اس کا وقت آ جائے - جنازہ' جب وہ حاضر ہو جائے - اور بے نکاحی عورت (یا مرد) جب کہ اس کے لئے کوئی موزوں رشتہ مل جائے -

یہ ایک عام ضابطہ ہے جس کے ذریعہ اسلامی معاشرہ میں تعمیری رجحانات پیدا کرنا اور معاشرتی رخنوں کو بند کرنا مقصود ہے - اور اس سلسلے میں دوسرا ضابطہ یہ ہے کہ رشتہ ازدواج کے لئے جہاں تک ہو سکے کنواری لڑکیوں اور دوشیزاؤں کو ترجیح دینی چاہیئے - کیونکہ دوشیزاؤں میں نسائیت کے اعتبار سے جو خوبیاں ہوتی ہیں وہ شوہر دیدہ عورتوں میں نہیں ہوتیں - اور کنواری لڑکیوں کی ایک بہت بڑی صفت یہ بھی ہے کہ وہ زیادہ بچے پیدا کر سکتی ہیں' جو اسلام کا ایک اہم مقصد اور نشانہ ہے - جیسا کہ یہ بات متعدد حدیثوں سے ظاہر ہوتی ہے -

علیکم بالابکار' فانھن اعنب افواھا ' و انتق ارحاما ' و ارضی بالیسیر :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کنواری لڑکیوں کو اختیار کرو - کیونکہ وہ (شوہر دیدہ عورتوں کے مقابلے میں) زیادہ شیریں زبان ' زیادہ بچے جننے والی اور (جنسی یا گھریلو آسائش کے اعتبار سے) تھوڑی سی چیز پر بھی راضی ہو جاتی ہیں -

اس حدیث کو کچھ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ بعض دیگر محدثین نے بھی روایت کیا ہے - چنانچہ معجم طبرانی (اوسط) میں حسب ذیل فقرہ کا اضافہ ملتا ہے:

و اقل خبا: اور وہ بہت کم فریب دینے والی ہوتی ہیں -

یعنی چونکہ وہ الھڑ اور نا تجربہ کار ہوتی ہیں اس لئے ان میں دھوکا اور فریب نہیں پایا جاتا - بلکہ وہ اخلاقی اعتبار سے بھولی بھالی اور جنسی اعتبار سے گرمجوش ہوتی ہیں - جیسا کہ بعض دیگر روایات میں اس کی تصریح موجود ہے:

علیکم بابکار النساء ' فانهن اعذب افواها و اسخن جلودا : تم کنواری عورتوں کو پسند کرو ۔ کیونکہ وہ شیریں زبان اور گرمجوش ہوتی ہیں ۔

علیکم بالجواری الشباب ' فانهن اطیب افواها ' و اغر اخلاقا' و افتح ارحاما' الم تعلموا انی مکاثر :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نوجوان لڑکیوں سے نکاح کرو ۔ کیونکہ وہ میٹھی گفتگو والی' عادات و اطوار میں بھولی بھالی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوتی ہیں ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں (قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر) فخر کروں گا ۔

علیکم بالابکار فانکحوهن' فانهن افتح ارحاما ' و اعذب افواها' و اغر غرۃ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دوشیزاؤں سے نکاح کرو ۔ کیونکہ ان کے رحموں کے منہ کھلے ہوئے ' ان کی زبانیں زیادہ میٹھی اور وہ بھولی بھالی ہوتی ہیں ۔

اس موقع پر یہ حقیقت بھی خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ شوہر دیدہ عورتوں کے مقابلے میں کنواری لڑکیوں کا زیادہ بچے جننا کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے ۔ لیکن تجربہ کے اعتبار سے چونکہ عمر رسیدہ عورتوں کے مقابلے میں کم سن لڑکیوں کے رحموں کی قوت حرارت یا شدت شہوت کی بنا پر نطفہ قبول کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے اس لئے کنواری لڑکیوں میں اس کے زیادہ امکانات رہتے ہیں ۔ مگر یہ اسباب و عوامل خداوند عالم کے حکم کے بغیر اثرانداز نہیں ہوتے ۔

خیر و برکت والی عورتیں

عورت کی سعادت و خوش بختی محض یہی نہیں ہے کہ وہ دیندار اور صاحب اخلاق و کردار ہو ۔ بلکہ اس کی سعادت و خوش بختی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کم سے کم بوجھ والی ہو ۔ یعنی شادی بیاہ اور مہر وغیرہ کا بار بوجھ اس سے نکاح کرنے والے مرد پر کم سے کم پڑے ۔ تاکہ فضول خرچی کو رواج پانے کا موقع نہ مل سکے ۔ کیونکہ فضول خرچی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے ۔ اس اعتبار سے جو شادی جتنی زیادہ کفایت شعاری کے ساتھ انجام پائے اس میں اتنی ہی زیادہ خیر و برکت ہوگی ۔

اعظم النساء برکۃ ایسرهن مئو : برکت کے اعتبار سے عظیم تر عورتیں وہ ہیں جو بوجھ کے اعتبار سے زیادہ آسان ہوں ۔

اعظم النکاح برکۃ ایسرہ مئو : برکت کے لحاظ سے عظیم تر نکاح وہ ہے جو اخراجات کے لحاظ

سے زیادہ آسان ہو۔

خیرھن ایسرھن صداقا: بہترین عورتیں وہ ہیں جن کا مہر آسان (کم) ہو۔

اعظم النساء برکۃ ایسرھن صداقا: وہ عورتیں بڑی برکت والی ہیں جو آسان مہر والی ہوں۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اظہار شان و شوکت یا نام و نمود کی خاطر فضول خرچی سے کام لینا اور بے دریغ پیسہ بہانا اسلام کی نظر میں نہ صرف معیوب ہے بلکہ یہ بات فساد تمدن کا بھی باعث ہے۔ اور پھر مال و دولت بھی اللہ کی ایک امانت ہے جس کا حساب کتاب انسان سے لیا جائے گا کہ اس نے اسے کن کن امور میں اور کس کس طرح خرچ کیا۔ لہٰذا اس بارے میں ہر شخص کو اپنی ذمہ داریاں نبھانی ہیں۔

وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے

اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شرعی اعتبار سے محرمات کی بھی تھوڑی سی تشریح و تفصیل کر دی جائے۔ اور محرمات سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی رو سے ایسی عورتیں جن سے نکاح حرام ہے حسب ذیل ہیں:

1- مائیں، ان میں دادیاں اور نانیاں بھی شامل ہیں۔

2- بیٹیاں، اور ان میں پوتیاں اور نواسیاں بھی شامل ہیں۔

3- سگی بہنیں۔

4- پھوپیاں اور خالائیں۔

5- سگی بھتیجیاں اور بھانجیاں۔

6- رضاعی ماں اور رضاعی بہن اور اسی طرح رضاعی بھتیجی اور بھانجی وغیرہ۔

7- ساس۔

8- اپنی مدخولہ بیویوں کی وہ لڑکیاں جن کی پرورش ایک باپ کی حیثیت سے کی گئی ہو۔

9- سگے بیٹے کی بیوی۔

10- دو سگی بہنوں کا بیک وقت نکاح میں رکھنا۔ اگر ایک بہن کے مرنے کے بعد دوسری سے نکاح کیا جائے تو پھر جائز ہے۔

محرمات کا یہ بیان سورہ نساء میں اس طرح آیا ہے۔

حرمت علیکم امھتکم و بنتکم و اخواتکم و عمتکم و خلتکم و بنت الاخ و بنت الاخت و امھتکم التی ارضعنکم و اخواتکم من الرضاعۃ و امھت نسائکم و ربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم و حلائل ابنائکم الذین من اصلابکم - و ان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف - ان اللہ کان غفورا رحیما :

تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، اور وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے، اور تمہاری دودھ شریک بہنیں، تمہاری عورتوں کی مائیں اور ان کی وہ بیٹیاں (جو دوسرے شوہروں سے ہوں) جنہوں نے تمہاری گود میں پرورش پائی ہے اور جو تمہاری مدخولہ عورتوں سے ہیں - ہاں اگر وہ مدخولہ (مجامعت شدہ) نہیں ہیں تو پھر ان پروردہ لڑکیوں سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے - اور تمہارے سگے بیٹوں کی بیویاں بھی (تم پر حرام ہیں) اور دو بہنوں کو ایک نکاح میں اکٹھا کرنا بھی حرام ہے - مگر پہلے جو گزر چکا (وہ معاف ہے) - اللہ یقیناً بخشنے والا اور مہربان ہے - (نساء : 23)

اور حدیث نبوی کی صراحت کے مطابق کسی عورت اور اس کی سگی خالہ یا پھوپی سے بیک وقت نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہے -

لا یجمع بین المراۃ و عمتھا، ولا بین المراۃ و خلتھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت اور اس کی پھوپی کو بیک وقت جمع نہیں کیا جا سکتا - اسی طرح کسی عورت اور اس کی خالہ سے بھی بیک وقت نکاح نہیں کیا جا سکتا -

لا تنکح المراۃ علی عمتھا ولا علی خلتھا: کسی عورت سے اس کی پھوپی یا خالہ کی موجودگی میں نکاح نہیں کیا جا سکتا -

اس سلسلے میں ایک قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ کسی ایسی دو عورتوں کو ایک ہی وقت میں بذریعہ نکاح جمع کرنا حرام ہے جن میں سے اگر ایک کو مرد اور دوسری کو عورت فرض کیا جائے تو شرعی اعتبار سے ان دونوں کا آپس میں نکاح جائز نہ ہو سکتا ہو - کیونکہ اس کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان صلہ رحمی کا تعلق منقطع ہو جانے کی نوبت آ جاتی ہے - چنانچہ اس سلسلے میں طبرانی میں ایک حدیث مذکور ہے :

فانکم اذا فعلتم ذلک قطعتم ارحامکم : اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی باہمی رشتہ داریوں کو کاٹ کر رکھ دو گے -

نیز کسی بڑی عمر والی عورت کو اپنی کم سن بیوی کی سوکن بنانا یا اس کے برعکس کسی کم سن عورت

کو کسی بڑی عمر والی کی سوت بنانا بھی ممنوع ہے ۔

ولا تنکح الکبری علی الصغری ، ولا الصغری علی الکبری : بڑی عمر والی کو چھوٹی عمر والی کی موجودگی میں بیاہ کر کے نہیں لانا چاہئے ۔ اور اسی طرح چھوٹی عمر والی کو بڑی عمر والی کی موجودگی میں بیاہ کر کے لانا بھی ٹھیک نہیں ہے ۔

اسی طرح رضاعی (دودھ میں شرکت کے) لحاظ سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہیں جو نسبی اعتبار سے حرام ہیں ۔

الرضاعة تحرم ما تحرم الولادة : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دودھ پینے سے وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں ۔

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ اپنے چچا حمزہ کی لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ میری رضاعی بھتیجی بھی ہے ۔

انها ابنة اخی من الرضاعة : وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے ۔

نیز اسی طرح آپ نے بطور ایک ضابطہ فرمایا کہ کسی کے لئے رضاعی بھتیجی یا رضاعی بھانجی سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے ۔

لا تحل بنت الاخ ولا بنت الاخت من الرضاع ۔

قرآن مجید کی مذکور بالا آیت میں جن "ربائب" یعنی گود میں پرورش پائی ہوئی لڑکیوں کا تذکرہ موجود ہے اس کی تشریح و تفسیر حدیث نبوی میں اس طرح آئی ہے ۔

ایما رجل نکح امراۃ فدخل بها فلا یحل له نکاح ابنتها ۔ و ان لم یکن دخل بها فلینکح ابنتها ۔ و ایما رجل نکح امراۃ فدخل بها اولم یدخل بها فلا یحل له نکاح امها :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس سے مجامعت بھی کر چکا تو اب اس عورت کی لڑکی (جو اس کے دوسرے خاوند سے ہو) اس کے لئے حلال نہیں رہی ۔ اور اگر ابھی مجامعت نہیں کی (بلکہ نکاح کے بعد مجامعت سے پہلے کسی وجہ سے طلاق ہو گئی ہو تو) پھر وہ اس لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے ۔ اور جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس کی ماں اس کے لئے (ہمیشہ کے لئے) حرام ہو گئی ، خواہ اس نے مجامعت کی ہو یا نہ کی ہو ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جو عورت ایک مرتبہ ساس بن جاتی ہے تو اس سے نکاح از روئے قرآن ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتا ہے ۔ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے ۔

اذا نكح الرجل المراة ثم طلقها قبل ان يدخل بها فله يتزوج ابنتها' و ليس له ان يتزوج امها :

جب ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے پھر (کسی وجہ سے) مباشرت سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے تو وہ اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ مگر اس کی ماں سے نکاح نہیں کر سکتا۔
واضح رہے یہ احادیث عام ہیں اور ان میں گود میں پرورش پائی ہوئی اور نہ پائی ہوئی ہر قسم کی لڑکیاں شامل ہیں۔

غیر مسلم عورتوں سے نکاح

اب جہاں تک غیر مسلم عورتوں سے نکاح کا سوال ہے تو اس میں تھوڑی سی تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ حسب ذیل حکم ربانی کی رو سے کسی کافر یا مشرک مرد یا عورت سے کسی مسلمان مرد یا عورت کا نکاح کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے' جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔

ولا تنكحوا المشركت حتى يومن - ولامة مومنة خير من مشركة ولو اعجبتكم ولا تنكحوا المشركين حتى يومنوا - ولعبد مومن خير من مشرك ولو اعجبكم :

تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ بے شک ایک ایماندار لونڈی ایک مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں فریفتہ کر دے۔ اور اسی طرح (اپنی عورتوں کو) مشرک مردوں سے بھی مت بیاہو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ بیشک ایک مومن غلام ایک مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ بہت بھاتا ہو۔ (بقرہ : 221)

ہاں البتہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ کی) عورتوں سے مسلمان مردوں کا نکاح جائز ہو سکتا ہے۔ مگر کسی مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب مرد سے نہیں ہو سکتا۔ مگر اس سلسلے میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ ایسی "کتابی" عورتیں پاک دامن ہوں' بدکار یا فاحشہ نہ ہوں۔ اور دوسری شرط یہ ہے کہ ایسی عورتوں کا مہر ادا کر کے علی الاعلان ان سے نکاح کیا جائے' خفیہ تعلقات قائم نہ کئے جائیں۔

و المحصنت من المومنت و المحصنت من الذين اوتوا الكتب من قبلكم اذا اتيتموهن اجورهن محصنين غير مسفحين ولا متخذي اخدان :

اور تمہارے لئے پاک دامن مسلمان عورتیں حلال ہیں۔ اور وہ پاک دامن عورتیں بھی جو تم سے پہلے والے اہل کتاب میں سے ہوں۔ جب کہ تم ان کے مہر انہیں دے دو۔ اور اس سے تمہارا

مقصود قید نکاح میں آنا ہو' نہ کہ بدکاری کرنا یا خفیہ آشنائی قائم کرنا - (مائدہ : 5)

لفظ محصنات : محصنۃ کی جمع ہے ' جس کے دو معنی منقول ہیں - (1) پاک دامن عورت (2) آزاد عورت (لونڈی کے مقابلے میں) - اور اس اختلاف کی بنا پر بعض فقہی اختلافات بھی پیدا ہو گئے ہیں - مگر جہاں تک "کتابی" عورتوں سے نکاح کا تعلق ہے اس کی اباحت اس آیت کریمہ کی رو سے ثابت ہے - اور احادیث و آثار سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے -

نتزوج نساء اهل الكتاب ولا يتزوجون نساء نا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں - مگر وہ ہماری عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے -

عن عمر قال : المسلم يتزوج النصرانيه ' ولا يتزوج النصراني المسلمه : حضرت عمر نے فرمایا کہ ایک مسلمان عیسائی عورت سے شادی کر سکتا ہے مگر کوئی عیسائی کسی مسلمان عورت سے بیاہ نہیں کر سکتا -

روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت عثمان نے نائلہ سے نکاح کیا تھا جو ایک نصرانی عورت تھیں - اسی طرح حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے ایک یہودی عورت سے نکاح کیا تھا -

مگر حضرت عمر صحابہ کرام کے لئے کتابی عورتوں سے نکاح کو سخت ناپسند کرتے تھے - کیونکہ اس کی وجہ سے نہ صرف مختلف قسم کے فتنوں میں پڑنے کا اندیشہ تھا بلکہ صحابہ کرام کا عمل عوام کے لئے قابل تقلید بن جانے کا بھی خدشہ تھا - اسی بنا پر آپ صحابہ کرام کو اس سے منع فرمایا کرتے تھے -

عن قتادة ان حذيفه نكح يهوديه ' فقال عمر : طلقها فانها جمرة - قال احرام هي ؟ قال لا' ولكني اخاف ان تطعوا المومسات منهن :

قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ نے ایک یہودی عورت سے نکاح کیا تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو کیونکہ وہ ایک انگارہ ہے - حذیفہ نے پوچھا کہ کیا وہ حرام ہے ؟ تو آپ نے فرمایا نہیں' لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم لوگ ان میں کی بدکار عورتوں کی فرمانبرداری کرنے لگو گے -

اس کی مزید تفصیل ایک دوسری روایت میں اس طرح منقول ہے کہ حضرت عمر نے حضرت حذیفہ بن یمان کو خط لکھا جو کوفہ میں تھے اور جنہوں نے ایک کتابی عورت سے نکاح کیا تھا کہ تم اسے چھوڑ دو ' یعنی طلاق دے دو - کیونکہ تم مجوسیوں کے ملک میں رہتے ہو - اور اس بنا پر مجھے خوف ہے کہ ناواقف لوگ کہنے لگیں گے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ساتھی نے ایک کافر عورت سے نکاح کر لیا ہے - اور اس بنا پر وہ اللہ کی عطا کردہ رخصت کو (پوری طرح) حلال تصور کرتے

ہوئے مجوسی عورتوں سے بیاہ کرنے لگیں گے ۔ اس پر حضرت حذیفہ نے اس عورت سے کنارہ کشی اختیار کر لی ۔

یہ حضرت عمر کی ایک مومنانہ فراست اور دور اندیشی تھی کہ آپ ہر چیز کے عواقب و نتائج پر نظر رکھتے ہوئے صحیح فیصلے کیا کرتے تھے ۔

اس موقع پر عقلی اعتبار سے ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک مسلمان مرد کو ایک کتابی عورت سے نکاح کرنے کی اجازت کیوں ہے' مگر اس کے برعکس ایک غیر مسلم کو کسی مسلمان عورت سے نکاح کرنے کی اجازت کیوں نہیں ہے ؟ تو اس کا جواب حضرت ابن عباس کی زبانی سنئے ۔ چنانچہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں ۔

ان اللہ عز و جل بعث محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بالحق لیظہرہ علی الدین کلہ ۔ فدیننا خیر الادیان' و ملتنا فوق الملل ' و رجالنا فوق نسائھم' ولا یکون رجالھم فوق نسائنا :

اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے ۔ لہٰذا ہمارا دین سب سے بہتر دین ہے ۔ ہماری ملت دوسری ملتوں سے برتر ہے ۔ اور ہمارے مرد دیگر مذاہب کی عورتوں پر فوقیت رکھتے ہیں ۔ مگر دوسرے مذاہب کے مرد ہماری عورتوں پر فوقیت نہیں رکھتے ۔

حاصل یہ کہ ایک مسلمان مرد کے لئے ایک کتابی عورت (عیسائی یا یہودی) سے نکاح کرنے کی اگرچہ شرعاً اجازت ضرور ہے' مگر یہ چیز ضرورت ہی کے تحت ہونی چاہئے ۔ کیونکہ اس کی وجہ سے فتنوں میں پڑنے کا امکان زیادہ رہتا ہے ۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو سکے اس سلسلے میں احتیاط ضروری ہے ۔

امام سرخسی نے بھی اس بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک قول نقل کرتے ہوئے کراہت کا تذکرہ کیا ہے ۔ اگرچہ یہ بات اصلاً جائز ہے ۔

غرض حضرت شاہ ولی اللہ کی تصریح کے مطابق اہل علم کے نزدیک مشرک یا مجوسی عورت سے نکاح جائز نہیں ہے ۔ ہاں البتہ کتابی عورت سے نکاح جائز ہے ۔

امام ابن تیمیہ نے تحریر کیا ہے کہ یہ جمہور سلف و خلف اور ائمہ اربعہ کا مسلک ہے ۔